اِنقلابِ فکر

(۱)

اک انقلابِ فکر کی آہٹ فضا میں ہے
طوفاں کا بندوبست سکوتِ ہوا میں ہے
ظلمت کی ردِ تعاقبِ نورِ خدا میں ہے
فکرِ حسینؑ منزلِ کرب و بلا میں ہے
بیعت طلب ہے جہل کمالِ شعور سے
گیتا خراج مانگ رہی ہے زبور سے

(۲)

پامالِ فکرِ خام ہیں اقدارِ زندگی
آثارِ مرگ ہیں پسِ آثارِ زندگی
اندازِ ہر نفس میں ہے انکارِ زندگی
انساں کرا رہا ہے تہہ بارِ زندگی
گردِ سفر سے جتنے اٹے جا رہے ہیں لوگ
منزل سے اور دور ہٹے جا رہے ہیں لوگ

www.emarsiya.com

(۳)

اس دَور میں خلوص ہے جہلِ خرد کا نام
عصمت حنونِ تنگ نگاہی کا احترام
مذہب شکستِ ذہن ہے تہذیب فکرِ خام
اللہ ایک بت ہے ترا شیدۂ عوام
سارے اصول وقت کے سانچے میں ڈھل گئے
الفاظ تو وہی رہے معنی بدل گئے

(۴)

اب حسنِ مصلحت ہے صداقت سے احتراز
گم ہے گرج میں ابرِ سیہ کی نوائے راز
تضیعِ فکر ہے حق و باطل کا امتیاز
یزدانیوں کو ہے روشِ اہرمن پہ ناز
مایا کے جال ڈالے ہیں دنیا نے دین پر
سونے کے سانپ رینگ رہے ہیں زمین پر

(۵)

سائے گھٹے ہوئے ہیں تجسّس کی راہ میں
دو گام کی سکت نہیں پائے نگاہ میں
اب لوثِ برق بھی نہیں ابرِ سیاہ میں
خورشید جا چھپا ہے افق کی پناہ میں
ہلکی سی روشنی کی رمق تک کہیں نہیں
منظر تو ہے وجودِ نظر کا یقیں نہیں

www.emarsiya.com

(۶)

ان دیکھے راستوں پہ چلے جا رہے ہیں لوگ
خود کو سرابِ شوق میں الجھا رہے ہیں لوگ
دل کو تصوّرات سے بہلا رہے ہیں لوگ
باہم دگر اندھیرے میں ٹکرا رہے ہیں لوگ

امکانِ صلح و جنگ میں دوری نہیں کوئی
شورش ہو یا سکوت شعوری نہیں کوئی

(۷)

ایسے میں احتیاط کوئی کس لیے کرے
مظلوم کی فغاں پہ کوئی کان کیوں دھرے
احساس ہی نہیں تو جیے کوئی یا مرے
جب کچھ نظر نہ آئے تو کس سے بشر ڈرے

روحیں برہنہ ہیں کوئی پردہ رہا نہیں
اس اعتماد پر کہ کوئی دیکھتا نہیں

(۸)

انسانیت ہے پیکرِ فریاد ان دنوں
جکڑی ہوئی ہے فطرتِ آزاد ان دنوں
ہر سانس پر ہے اک نئی افتاد ان دنوں
اظہارِ حق ہے دعوتِ بیداد ان دنوں

دم رک رہا ہے دل میں ہیں آہیں گھٹی ہوئی
لب ہائے زیست پر ہیں کراہیں گھٹی ہوئی

www.emarsiya.com

(۹)

اس دور میں نگاہ اٹھانا گناہ ہے
شکوہ کوئی زبان پہ لانا گناہ ہے
بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانا گناہ ہے
اس راہ میں چراغ جلانا گناہ ہے
مہریں لگی ہیں لب پہ کہ شب کو نہ شب کہیں
اصرار ہے کہ ہم جو کہیں بس وہ سب کہیں

(۱۰)

تاکیدِ وقت ہے کہ اٹھائے نہ سر کوئی
لب پر نہ لائے بھول کے نامِ سحر کوئی
کھینچو زباں جو خود کو کہے معتبر کوئی
آنکھیں نکال لو جو ملائے نظر کوئی
جو فصلِ گل کہے نہ خزاں کو، نکال دو
گلشن سے دور دشت و بیاباں میں ڈال دو

(۱۱)

آشوبِ چشمِ فکر سے ہے زندگی تباہ
چبھتی ہے مثلِ خار جو روشن ہو کوئی راہ
اک زخمِ تازہ کھاتی ہے اٹھتی ہے جب نگاہ
تسکیں اسی میں ہے کہ فضائیں رہیں سیاہ
ہر روشنی ہے وقت کی ترتیب کے خلاف
ہر صدق ہے تمدن و تہذیب کے خلاف

www.emarsiya.com

(۱۲)

اے کاش ظلمتوں کو ستارا ملے کوئی
کشتی کو بحرِ غم میں کنارا ملے کوئی
پیہم صدائیں دو کہ "سہارا ملے کوئی"
شاید کسی طرف سے اشارا ملے کوئی

ہر چند ذکرِ عیش مداوائے غم نہیں
طوفان میں تصوّرِ ساحل بھی کم نہیں

(۱۳)

یہ دورِ تیرگی ہے، سنبھل کر چلے چلو
بگڑے ہوئے ہیں چرخ کے تیور چلے چلو
برسیں نہ ان فضاؤں سے خنجر چلے چلو
اہلِ نظر کے نقشِ قدم پر چلے چلو

ہمت رہِ طلب میں نہ ہارو مسافرو
منزل رسیدگاں کو پکارو مسافرو

(۱۴)

اے محسنینِ زیست! شہیدانِ کربلا
اے صبحِ فکر چاک گریبانِ کربلا
اے شمعِ روح، شامِ غریبانِ کربلا
اے خونِ دل، بہارِ گلستانِ کربلا

بے رنگیٔ حیات کو رنگِ شعور دے
ظلمت کدوں کو وادیٔ ایمن کا نور دے

www.emarsiya.com

(۱۵)

اے کربلا! شکستہ دلوں کی پناہ گاہ
حرفِ یقین و نقطۂ تردیدِ اشتباہ
اے حدِ فکرِ قاطعِ بے ربطیٔ نگاہ
اے پردۂ وجود پہ تصویرِ لا الٰہ
نقشِ حیات کٹ کے جہاں جسم و سر بنے
قطراتِ خوں چراغِ سرِ رہگذر بنے

(۱۶)

وہ باغ جس کے پھول مہکتے ہیں آج بھی
وہ نور، اندھیرے جس سے جھجکتے ہیں آج بھی
تارے جہاں کے ذرّوں کو تکتے ہیں آج بھی
وہ خاک جس میں چاند چمکتے ہیں آج بھی
انسانیت کے فرق کا جو تاج بن گئی
وہ کربلا جو عزم کی معراج بن گئی

(۱۷)

فکرِ بلیغ، دیدۂ بیدار، کربلا
حرّیتِ خیال پہ اصرار، کربلا
قول و عمل کے حسن کا معیار، کربلا
تیغوں کی زد پہ جرأتِ انکار، کربلا
اہلِ نظر پہ جس سے کھلا کیا ہے آدمی
کتنی بلندیوں پہ چمکتا ہے آدمی

www.emarsiya.com

(۱۸)

ہر امرِ حق پہ روح کی تائید، کربلا
باطل کی گو بخی ہوئی تردید، کربلا
اعلانِ ردِّ شرک کی تاکید، کربلا
بیت الصنم میں نغمۂ توحید، کربلا

طورِ سجود و رفعتِ فارانِ بندگی
منزل نمائے وسعتِ امکانِ بندگی

(۱۹)

فہم و شعور و فکر کا اعجاز، کربلا
حسنِ عمل کی جلوہ گہِ ناز، کربلا
بزمِ بقا میں نغمگیٔ ساز، کربلا
بکھری ہوئی حسینؑ کی آواز، کربلا

وہ شامِ غم کہ جس کی سحر ہنگیے حسینؑ
وہ آنکھ جس کی حدِ نظر بن گئے حسینؑ

(۲۰)

قرآنِ عزم و جہد کی تفسیر کربلا
تعلیمِ بابِ علم کی تاثیر کربلا
کردارِ اہلبیتؑ کی تصویر کربلا
شبیرؑ کے شعور کی تنویر کربلا

جس کی حدیں زمان و مکاں سے نکل گئیں
جس پر حیات و موت کی قدریں بدل گئیں

www.emarsiya.com

(۲۱)

پیراہن رسولؐ کی بو باس ، کربلا
نفسِ نبیؐ کی گرمیٔ انفاس ، کربلا
عشقِ تمام و شدّتِ احساس ، کربلا
قلبِ حسینؑ ، بازوئے عبّاس ، کربلا

ہر ذرّہ جس کی خاک کا افسانہ بن گیا
ہر زاویہ خلوص کا پیمانہ بن گیا

(۲۲)

بھرپور دن سے جس نے بدل ڈالا رات کو
اک روحِ تازہ بخش دی جس نے حیات کو
جس نے بلند کر دیا انساں کی ذات کو
جس نے غمِ حسینؑ دیا کائنات کو

وہ غم کہ جس نے دل کو بڑا حوصلہ دیا
اپنے ہر ایک غم میں بشر مسکرا دیا

(۲۳)

انساں نے جس کی اوٹ میں ہر زخم سہہ لیا
جب دل پہ کوئی چوٹ پڑی نام شہؑ لیا
دل سے فسانۂ غمِ شبیرؑ کہہ لیا
تسکیں ہوئی جو زخم سے کچھ خون بہہ لیا

اشکوں کی موج درد کی کشتی ترا گئی
برسی جو آنکھ شعلوں کو شبنم بنا گئی

www.emarsiya.com

(۲۱)

پیراہن رسولؐ کی بو باس ، کربلا
نفسِ نبیؐ کی گرمیٔ انفاس ، کربلا
عشقِ تمام و شدّتِ احساس ، کربلا
قلبِ حسینؑ ، بازوئے عبّاس ، کربلا

ہر ذرّہ جس کی خاک کا افسانہ بن گیا
ہر زاویہ خلوص کا پیمانہ بن گیا

(۲۲)

بھرپور دن سے جس نے بدل ڈالا رات کو
اک روحِ تازہ بخش دی جس نے حیات کو
جس نے بلند کر دیا انساں کی ذات کو
جس نے غمِ حسینؑ دیا کائنات کو

وہ غم کہ جس نے دل کو بڑا حوصلہ دیا
اپنے ہر ایک غم میں بشر مسکرا دیا

(۲۳)

انساں نے جسکی اوٹ میں ہر زخم سہہ لیا
جب دل پہ کوئی چوٹ پڑی نام شہؑ لیا
دل سے فسانۂ غمِ شبیرؑ کہہ لیا
تسکیں ہوئی جو زخم سے کچھ خون بہہ لیا

اشکوں کی موج درد کی کشتی تِرا گئی
برسی جو آنکھ شعلوں کو شبنم بنا گئی

www.emarsiya.com

(۲۴)

بیٹا چھٹا تو اکبرؑ و اصغرؑ پہ رو لیے
بیماریوں میں عابدِؑ مضطر پہ رو لیے
بھائی کے غم میں شہؑ کے برادر پہ رو لیے
خود جان پر بن آئی تو سرور پہ رو لیے

شکوہ تڑپ کے شکر میں تبدیل ہو گیا
ہر غم، غمِ حسینؑ میں تحلیل ہو گیا

(۲۵)

جب بھی ہوئی زمانے میں تیغِ جفا بلند
خود اپنے دکھ کا ذکر ہوا غمزدوں پہ بند
ذکرِ غمِ حسینؑ رہا شغلِ دل پسند
اہلِ نظر ہمیشہ رہے اس پہ کاربند

دل کو گداز کر کے شہیدوں کے ذکر سے
باطل کے نقش دور کیے لوحِ فکر سے

(۲۶)

اس ذکر پر چلا نہ سیاست کا کوئی داؤ
ظالم کا ظلم کیا کرے ابھریں جو دل کے گھاؤ
ہر چند حکم ہو کہ نہ آہیں لبوں پہ لاؤ
اشکوں پہ کس کا زور ہے رونے پہ کیا دباؤ

بگڑی نہ دستِ ظلم سے تقدیر قوم کی
آنسو نکھارتے رہے تصویر قوم کی

www.emarsiya.com

(۲۷)

ہر دور میں نکھرتی گئی مجلسِ حسینؑ
ہر جبر پر ابھرتی گئی مجلسِ حسینؑ
جس موڑ سے گزرتی گئی مجلسِ حسینؑ
تنظیمِ قوم کرتی گئی مجلسِ حسینؑ

اس قوم کا وجود حسینی کمال ہے
ہم لازوال ہیں کہ یہ غم لازوال ہے

(۲۸)

گمراہیوں سے اب بھی بچاتی ہے کربلا
بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھاتی ہے کربلا
احساسِ قومیت کو جگاتی ہے کربلا
مرکز پہ بکھرے ذہنوں کو لاتی ہے کربلا

حالات جب اٹھاتے ہیں کوئی قدم غلط
ذکرِ غمِ حسینؑ سے ہوتا ہے غم غلط

(۲۹)

یہ ذکر جاں گداز بھی ہے غم رُبا بھی ہے
خود درد بھی ہے، دردِ جگر کی دوا بھی ہے
دل سوز بھی ہے دل کیلیے حوصلہ بھی ہے
منزل بھی ہے چراغ بھی ہے راستہ بھی ہے

اس ذکر نے حیات کے تیور بدل دیے
جب چھڑ گیا نقوشِ مقدر بدل دیے

www.emarsiya.com

(۳۰)

ہر دَور میں رہے ہیں غموں کی دوا حسینؑ
مشکل کشا کے لال ہیں مشکل کشا حسینؑ
راہِ طلب ہے سہل جو ہوں رہنما حسینؑ
سب مل کے میرے ساتھ پکارو کہ یا حسینؑ

طوفاں ہزار تند سہی دم میں زیر ہے
اس نام کے زبان تک آنے کی دیر ہے

(۳۱)

پھر انتشار زیست پہ طاری ہے یا حسینؑ
پھر ذہنِ قوم فکر سے عاری ہے یا حسینؑ
ادراک صَرفِ وقت گذاری ہے یا حسینؑ
یہ رات ہم مریضوں پہ بھاری ہے یا حسینؑ

دنیا اٹھے نمازِ مودت ادا کرے
مشکل کشا کے لال سے عرضِ وفا کرے

(۳۲)

ممکن ہے یہ صدا کسی دل کو جھنجوڑ دے
قفلِ جمود و مہرِ خموشی کو توڑ دے
منزل کی سمت بھٹکی نگاہوں کو موڑ دے
شاید کوئی تعاونِ باطل کو چھوڑ دے

ہاں یہ تو ہے محال کہ سرور بنے کوئی
کیا دور ہے کہ حرِ دلاور بنے کوئی

www.emarsiya.com

(۳۳)

ایسی ہی تیرگی کی فضا میں گھرا تھا حر
باطل کے ساتھ چند قدم ہو لیا تھا حر
حالات کے دباؤ سے گھبرا اٹھا تھا حر
راہِ طلب میں تھک کے ذرا سو گیا تھا حر

چونکا جو دل تو ظلم سے پھر دوستی نہ تھی
جب شمع جل گئی تو کہیں تیرگی نہ تھی

(۳۴)

اب طمعِ سدرہ تھی نہ حالات کا دباؤ
دل بار بار کہتا تھا خدمت میں شہؑ کی جاؤ
قدموں پہ گر کے اپنی خطائیں کل کراؤ
سوزِ نہاں سے دل میں دہکتا تھا اک الاؤ

شعلے اٹھے تو دامنِ اندیشہ جل گیا
حرؑ ہر مقامِ بیم و رجا سے نکل گیا

(۳۵)

لیکن وہ رات کتنی گراں تھی نہ پوچھیے
سینے میں کیسی آگ نہاں تھی نہ پوچھیے
ہر سانس برق تھی کہ سناں تھی نہ پوچھیے
کس درجہ حر پہ کاہشِ جاں تھی نہ پوچھیے

دامانِ ہر نفس میں کراہیں بکھر گئیں
اس رات بھر میں سیکڑوں صدیاں گزر گئیں

www.emarsiya.com

(۳۶)

خیمہ وہ حُر کا شام کی فوجوں کے درمیاں
وہ شور و شر وہ خیموں سے اٹھتا ہوا دھواں
وہ اہتمامِ جنگ وہ لوگوں کی شیخیاں
دشمن رسولؐ زادے کا ہر پیر ہر جواں
یہ طنطنے کہ بڑھ کے پکارو حسینؑ کو
یہ مشورے کہ گھیر کے مارو حسینؑ کو

(۳۷)

ماحول کا یہ رنگ فضا کا یہ خلفشار
بڑھتا تھا ہر نفس نگہِ حُر کا اضطرار
دل میں شعاعِ نورِ طبیعت میں انتشار
کوئی مشیر پاس نہ کوئی صلاح کار
رہزن قدم قدم پہ کوئی رہنما نہیں
تا دور راستے میں کوئی نقشِ پا نہیں

(۳۸)

ایسے میں کوئی فیصلہ کیونکر بشر کرے
آرامِ جاں کو دیکھے کہ دل پر نظر کرے
ایماں کی خیر مانگے کہ دنیا کو سر کرے
سو جائے نصف شب میں کہ فکرِ سحر کرے
تارا تو ایک حدِ نظر پر ضرور ہے
اس قعرِ تیرگی سے مگر کتنی دور ہے

www.emarsiya.com

(۳۹)

یہ فیصلہ نہ تھا دلِ انساں کے بس کی بات
تائیدِ ایزدی نہ ہو جب تک شریکِ ذات
وہ لمحۂ عظیم کہ تھا حاصلِ حیات
اقدامِ حرؑ پہ تھی نگہِ روحِ کائنات

یہ مرحلہ بلند تھا سطحِ عوام سے
اس وقت حرؑ قریب تھا فکرِ امام سے

(۴۰)

یہ فیصلہ ہو عرش پہ تحریر، کیا عجب
تسبیحِ فاطمہؑ کی ہو تاثیر، کیا عجب
محوِ دعا ہوں زینبؑ دلگیر، کیا عجب
شامل ہو خود نصرفِ شبیرؑ، کیا عجب

اس فیصلے میں کیوں نہ مشیّت دخیل ہو
جو عصمتِ حسینؑ کی محکم دلیل ہو

(۴۱)

اک شب جو شہؑ نے مانگی تھی یادِ الٰہ کو
حیرت بہت تھی اس پہ یزیدی سپاہ کو
ممکن ہے اور کچھ بھی ہو مقصود شاہ کو
یہ بھی ہو مصلحت کہ حرِ خوش نگاہ کو

مہلت پئے تلافیٔ ما فات مل سکے
تطہیرِ ذہن و فکر کو اک رات مل سکے

www.emarsiya.com

(۴۲)

اس فیصلے نے رنگِ سیاست چھڑا دیا
مظلومیِ حسینؑ کو رنگِ بقا دیا
باطل کے ہر فریب کا پردہ اٹھا دیا
پیغامِ حق، زبانِ عمل سے سنا دیا
جب اس محاذِ سخت پہ آتی ہے زندگی
یوں موت کو گلے سے لگاتی ہے زندگی

(۴۳)

اک سمت زندگی کی سب آسائشیں بہم
اندیشۂ شکست نہ کچھ خوف بیش و کم
اور ایک سمت موت کے بڑھتے ہوئے قدم
ایسے میں حرؑ چلا ہے سوئے سیّدِ امم
ہاں اب کہو لبسا طِ سیاست تھی کربلا
یا مرکزِ منائے شہادت تھی کربلا

(۴۴)

القصّہ حرؑ تڑپ کے چلا جانبِ امام
ٹھکرا کے مال و دولت و توقیر و احتشام
غازی کے ساتھ ساتھ تھے بھائی پسرؑ غلام
روکے گئے مگر نہ رُکے پھر وہ نیک نام
ہر چند سر پہ خطرۂ تیغِ ستم لیا
خیمے سے چل کے شاہ کے قدموں میں دم لیا

www.emarsiya.com

(۴۵)

میداں پہ تھی ادھر نگہہ سیّدِ انام
دیکھا کہ کچھ سوار ادھر آتے ہیں تیز گام
اک شہ سوار آگے ہے ان میں سبک خرام
دل میں خدا خدا ہے لبوں پر امام امام
آنکھیں جھکی ہیں ہاتھ بندھے ہیں نڈھال ہے
لرزہ ہے سارے جسم میں یہ انفعال ہے

(۴۶)

دیکھا جو شاہِ دیں نے سپاہی کا اضطراب
خود حرؑ کی پیشوائی کو آگے بڑھے جنابؑ
انصار و اقربا ہوئے حضرتؑ کے ہم رکاب
ذرّے کے جذبِ شوق سے کھنچ آیا آفتاب
اقدامِ حر کو اور نمایاں کیا گیا
تاریخ کا یہ باب درخشاں کیا گیا

(۴۷)

اترا فرس سے حرؑ شہِ والا کو دیکھ کر
رکھا تڑپ کے شاہؑ کے قدموں میں اپنا سر
کی عرض ہاتھ جوڑ کے یا شاہِؑ بحر و بر
حاضر ہوا ہوں عفوِ خطا کی امید پر
انکار تو نہیں مجھے اپنے قصور سے
پھر بھی یہ کم ہے وسعتِ قلبِ حضور سے

www.emarsiya.com

(۴۸)

سرزد ہوئی ہیں مجھ سے خطائے بیشمار
عالم یہ ہے کہ اٹھتی نہیں چشمِ شرمسار
لیکن یہ میرے ہاتھ، یہ گستاخ و بدشعار
شاکی ہے جن سے حضرتِ والا کا راہوار

یہ اپنے خوں میں ڈوبیں تو میں کچھ ابھر سکوں
یہ قطع ہوں تو عفو کی درخواست کر سکوں

(۴۹)

یہ کہہ کے حُر بڑھا طرفِ شاہِ بحر و بر
رومال سے بندھے ہوئے ہاتھوں کو جوڑ کر
حسرت سے ذوالفقار کو دیکھا بچشمِ تر
پھر چہرۂ حسینؑ پہ کی منفعل نظر

منشا یہ تھا کہ کچھ لبِ اقدس سے بول دیں
یا قطع کر دیں تیغ سے یا ہاتھ کھول دیں

(۵۰)

حضرت نے مسکرا کے کہا اے مکوشعار
اتنا خجل نہ ہو کہ یہ بیکس ہو شرمسار
کیا کم ہے یہ کہ حق کے لئے تج دیا وقار
نازاں ہے تجھ پہ ذوقِ طلب چشمِ اعتبار

تو نے مقاطعہ جو کیا اشتباہ کا
کفارہ ہو گیا وہ ترے ہر گناہ کا

www.emarsiya.com

(۵۱)

خود تیرا انفعال ہے کیا کم تری سزا
اس پر یہ ترکِ عزت و حشمت کا فیصلہ
اے حق شناس حرؑ! تری جرأت کو مرحبا
جا، ہم نے تجھے بخش دیا، اپنے گھر کو جا

ہوگا تو وہ جو مرضیٔ پروردگار ہو
تو کیوں ہمارے ساتھ اجل سے دوچار ہو

(۵۲)

دیکھا جو حرؑ نے شہؑ کی عنایات کا یہ رنگ
حدِ کرم پہ ہو گئے ہوش و حواس دنگ
کی عرض آپ خوش ہیں تو کیوں موت میں درنگ
کی ہے خطا بحل تو عطا کیجے اذنِ جنگ

خود کو نگاہِ شاہؑ کے قابل بنا سکوں
ہو نذرِ جاں قبول تو آنکھیں اٹھا سکوں

(۵۳)

چپ ہو گئے گذارشِ حرؑ پر شہؑ دیا
ممکن ہے سوچتے ہوں یہ ممدوح چلا تی
حرؑ میہماں ہے کیسے کہیں جا کے سر کٹا
ردِ سوال بھی نہیں بہرِ سخی روا

رخصت بھی بارہ قطعِ مروت بھی شاق ہے
انکار بھی گراں ہے، اجازت بھی شاق ہے

www.emarsiya.com

(۵۴)

شاید ہو یہ خیال کہ با وصفِ التجا
حُر کو اگر عطا نہ ہوئی رخصتِ وغا
یہ شخص میرے حکم سے گھر لوٹ جائیگا
الجھا رہے گا یونہی سیاست کا مسئلہ
سمجھیں گے لوگ حُر کو جو یہ انتشار تھا
حق کی طلب کہاں اسے عزمِ فرار تھا

(۵۵)

یہ سوچ کر اجازتِ پیکار بخش دی
جذبِ طلب کو جرأتِ بیدار بخش دی
ذوقِ وغا کو رخصتِ اظہار بخش دی
ہاتھوں کے بند کھول کے تلوار بخش دی
یوں حُر کو اوجِ روح کا اک زینہ مل گیا
مظلومیٔ حسینؑ کو آئینہ مل گیا

(۵۶)

رخصت ملی تو حُر سوئے فوجِ جفا چلا
حق کا سفیر جانبِ اہلِ خطا چلا
برسوں کی دوستی کا نہ اب سلسلہ چلا
جن سے تھا ربط انہیں سے بہ عزمِ وغا چلا
کتنا یقیں صداقتِ حسنِ عمل پہ تھا
جو زیست پر نہ تھا وہ بھروسہ اجل پہ تھا

www.emarsiya.com

(۵۷)

بھیجا پسر کو جانبِ دریا پئے وغا
بھائی کا میمنہ پہ تعین کیا گیا
نیزہ بکف غلام چلا سوئے میسرہ
خود حرؑ نے قلبِ فوجِ ستمگر کا رخ کیا

چاروں تڑپ کے قلعۂ آہن پہ جا پڑے
تلواریں تول تول کے دشمن پہ جا پڑے

(۵۸)

جھپٹے دلیر، تیغ چلی، معرکہ ہوا
باجے بجائے موت نے رقصِ فنا ہوا
جو سر ہوا بلند وہ تن سے جدا ہوا
پیدل ہٹے، سوار کٹے، فیصلہ ہوا

زورِ یقیں نے فرد کو لشکر بنا دیا
ایک اک کو سیکڑوں کے برابر بنا دیا

(۵۹)

بڑھ بڑھ کے لڑ رہے تھے جری فوجِ شام سے
میداں کا طول ناپ رہے تھے حسام سے
افواج ہٹتی جاتی تھیں اپنے مقام سے
کوئی مگر بڑھا نہ حرؑ تیز گام سے

اُس شیر کی وغا کا تو عالم ہی اور تھا
انداز ہی کچھ اور تھے دم خم ہی اور تھا

www.emarsiya.com

(۶۰)

آئے جو تیر باگ اٹھائی، نکل گیا
نیزے بڑھے، تو دے کے جھکائی نکل گیا
تیغیں چلیں تو چوٹ بچائی نکل گیا
ابرِ سیہ پہ برق گرائی نکل گیا

ٹوٹی ادھر قطار، ادھر صف الٹ گئی
جس سمت باگ موڑی کائی سی پھٹ گئی

(۶۱)

تڑپا کیا پسرِ تہمتِ خنجر، رکا نہ حرؑ
آواز دی غلام نے گر کر، رکا نہ حرؑ
رخصت ہوا جہاں سے برادر، رکا نہ حرؑ
حد ہے کہ زد پہ موت کی آکر، رکا نہ حرؑ

بزمِ جہاں سے منزلِ جاں تک چلا گیا
یونہی قدم بڑھائے جناں تک چلا گیا

(۶۲)

لیکن ہلاک ہو نہ سکا، مر سکا نہ حرؑ
حرؑ تھا شہیدِ راہِ خدا، مر سکا نہ حرؑ
دستِ قضا کا بس نہ چلا، مر سکا نہ حرؑ
آکر بھی آ سکی نہ قضا، مر سکا نہ حرؑ

ذکر اس جری کا شہؑ کے فسانے میں رہ گیا
یوں جان دی کہ نام زمانے میں رہ گیا

www.emarsiya.com

(۶۳)

کیا شاندار موت تھی اور کتنی باوقار
سرزانوئے حسینؑ پہ، دل سوئے کردگار
رومالِ فاطمہؑ سروگردن کا افتخار
روئے حسینؑ پر نگہِ واپسیں نثار

بڑھتے ہوئے وہ سوئے مجاہد قضا کے ہاتھ
محوِ دعا نبیؐ کا نواسہ اٹھا کے ہاتھ

(۶۴)

میدانِ کربلا کا یہ پہلا شہید تھا
لڑ کر جو رن میں دینِ نبیؐ پر فدا ہوا
پھر تو بچھڑنے والوں کا تانتا سا بندھ گیا
رخصت ہوا حسینؑ سے ایک ایک باوفا

گرتا تھا جب کوئی تو تڑپ جاتے تھے امامؑ
جاتے تھے رن سے لاش اٹھا لاتے تھے امامؑ

(۶۵)

تا عصر یونہی داغ اٹھاتے رہے حسینؑ
لاشیں بچھڑنے والوں کی لاتے رہے حسینؑ
ریگِ تپاں پہ سب کو لٹاتے رہے حسینؑ
جنگل میں ایک شہر بساتے رہے حسینؑ

لیکن خود ان کی لاش نہ کوئی اٹھا سکا
بستی بسانے والا نہ بستی تک آ سکا

www.emarsiya.com

(۶۶)

باقی ہی کون تھا جو اٹھاتا حسینؑ کو
میداں سے خیمہ گاہ میں لاتا حسینؑ کو
دکھیوں سے غمزدوں سے ملاتا حسینؑ کو
پامالیوں کی زد سے بچاتا حسینؑ کو
سجادؑ تھے سوگ میں خود اپنی خبر نہ تھی
عالم یہ تپ کا تھا کہ مجالِ نظر نہ تھی

(۶۷)

آیا تو ہوگا زینبؑ مضطر کو یہ خیال
بھائی کی لاش ہو نہ کہیں رن میں پائمال
لایا ہر اک شہید کی میّت علیؑ کا لال
ایسا نہ ہو کہ روحِ برادر کو ہو ملال
شاید خیال ہو، مری میّت پڑی رہی
زینبؑ خموش خیمے کے در پر کھڑی رہی

(۶۸)

اللہ! کیسے بھائی کی میّت اٹھا کے لاؤں
عبّاسؑ ہیں نہ قاسمؑ و اکبرؑ کسے بلاؤں
دم رک رہا ہے خود ہی سوئے قتلگاہ جاؤں
لیکن خیالِ پردہ ہے کیونکر قدم بڑھاؤں
شرمندگی نہ ہو مجھے خالق کے سامنے
پردے کا حکم سخت دیا تھا امامؑ نے

www.emarsiya.com

(۶۹)

یہ سوچ کر نہ خیمہ سے نکلی وہ خستہ تن
لیکن یہی خیال رہا دل میں نیش زن
کیوں اتنے بہرِ پردہ مصر تھے شہِ زمنؑ
جب جانتے تھے نکلے گی بازار میں بہن

چادر کے بدلے بالوں سے چہرہ چھپائیگی
سر ننگے شام و کوفہ کی گلیوں میں جائیگی

(۷۰)

مقصد تو کچھ ضرور تھا شاہِ انامؑ کا
لاشہ اٹھا کے لائے جو ہر تشنہ کام کا
منشا یہ ہو عجب نہیں اس اہتمام کا
میدان میں سب سے پہلے کٹے سر امامؑ کا

ہم پہلے سرفراز ہوں نیزے کے اوج سے
سردارِ فوج آگے رہے اپنی فوج سے

(۷۱)

یا پھر یہ دل میں سوچتے ہونگے شہِ حجازؑ
جب بہرِ دفن لوگ پڑھیں آخری نماز
سالار اور فوج میں ہو اتنا امتیاز
پہلی نظر میں بول اٹھیں واقفانِ راز

وہ یاورانِ شہؑ، یہ شہؑ خاص و عام ہیں
وہ فوج ہے امامؑ کی یہ خود امامؑ ہیں

www.emarsiya.com

(۷۲)

بھائی کی لاش اٹھا نہ سکی زینبِ حزیں
خنجر بدست شمرؔ چلا سوئے شاہِ دیں
آئے خیامِ شاہؑ جلانے کو اہلِ کیں
حاصل ہوئی نہ اہلِ حرم کو اماں کہیں
بے بس تھی دل مسوس کے ہمشیر رہ گئی
بے گور رن میں میتِ شبیرؑ رہ گئی

(۷۳)

اے وائے بر غریبی و بے یاریِ حسینؑ
لاوارثی و حسرت و ناچاریِ حسینؑ
یا ریگِ گرم تھی پئے غم خواریِ حسینؑ
یا بے بسی تھی صرفِ عزاداریِ حسینؑ
بیکس کی لاش حسرتِ گور و کفن میں تھی
عابدؑ اسیر طوق تھے، زینبؑ رسن میں تھی

(۷۴)

شاہد لبوں پہ ہے وہی افسانہ آج بھی
ہے کربلا خلوص کا پیمانہ آج بھی
میزانِ راستی ہے یہ ویرانہ آج بھی
ملتی ہے جس میں جرأتِ مردانہ آج بھی
ہر دور میں عیارِ صداقت ہے کربلا
ہر انقلابِ فکر پہ حجّت ہے کربلا

www.emarsiya.com